Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (July-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

The Study of Zahoor Nazar as a Poet of Captivating Wordsmith

کومل سوچوں کا شاعر ظہور نظر

Dr Nawaz Kawish
Head of Department of Urdu, National College of Business Administration and Economics, Sub Campus, Bahawalpur
nawaz.kawish7@gmail.com

Mushtaq Ahmad
PhD Scholar of Urdu, National College of Business Administration and Economics, Sub Campus, Bahawalpur
mushtaqkharal46@gmail.com

Mussarat Batool
PhD Scholar of Urdu, National College of Business Administration and Economics, Sub Campus, Bahawalpur
Mussaratbatool486@gmail.com

Abstract

In the realm of contemporary poets, Zahoor Nazar distinguishes himself as a captivating wordsmith whose unique style brilliantly illuminates the intricacies of life. Passionately advocating for the enchanting beauty nestled in life's mundane moments, Nazar's verses resonate with the magic found in the simplicity of everyday existence. This study delves into the artistry of Zahoor Nazar, examining how he intricately weaves poetic tapestries that beckon readers into a realm where the ordinary transforms into the extraordinary. Nazar's language, a blend of ease and profundity, flows like a gentle breeze carrying the fragrance of deep emotions. This exploration uncovers his method of crafting verses, emphasizing how his words effortlessly connect with individuals

CC BY

from all walks of life. Through an analysis of Zahoor Nazar's themes and subtle artistic choices, this study aims to showcase his unique perspective on discovering beauty in the unassuming facets of life. Nazar's poetry serves as an invitation for readers to rediscover the elegance inherent in the simple, yet extraordinary, moments of the human experience.

Keywords: Contemporary Poetry, Poetic embroidery, Crafting versus

غزل کو شاعری کی آبرو کہا گیا ہے میر سے فیض اور فیض سے ظہور نظر تک غزل نے کئی کروٹیں لی ہیں۔ روائت کے خمیر میں گندھی ہوئی غزل زمانے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر اظہار کی وسعت پیدا کرتی رہی ہے۔ لمحہ موجود میں اس زندگی کا ہر رنگ موجود ہے بلکہ رنگوں کا گلدستہ ہے۔

ظہور نظر غزل میں ایک توانا آواز رکھتے ہیں نئی فکر اور موضوعات کا تنوع ان کی شناخت ہے نشیب و فراز سے گزر کرنا مصائد حالات سے ٹھوکریں کھاتے، غربت، مجبوری اور بے بسی کے سفر سے آشنا جب ترقی پسند تحریک سے عملی وابستگی اختیار کی تو مظلومیت جبر اور گھٹن کو اظہاریہ دیا۔ ان کی زندگی کا زیادہ تر وقت مارشل لا کا عہد ہے بے سمتی اور زبان بندی کے اس زہر آلود ماحول میں سچ پر تالے پڑے تھے بولنا جرم تھا، سانس لینا بھی محال لگتا تھا لیکن اس آسیب زدہ زمانے میں کچھ سچ بولنے اور لکھنے والے بھی مٹی کا قرض ادا کر رہے تھے ان چند تخلیق کاروں میں ظہور نظر بھی شامل تھے۔ ایوب خان اور یحییٰ خان کا عہد پابندیوں سے معمور تھا۔ پھر ضیاء الحق نے جمہوریت کی شہ رگ کاٹ دی تو ذوالفقار علی بھٹو کا خون رائیگاں نہیں گیا اہل حق نے جابرانہ نظام کے خلاف علم بغاوت سر بلند کیا۔ خاموشی کا بند اظہار نے توڑ دیا اور ہر طرف سے آوازوں کا طوفان بلند ہوا۔ شاعروں ادیبوں نے چپ کا روزہ توڑ دیا احتجاج کی صدائیں نظم و نثر میں موثر ہو کر دلوں کو گرمانے لگیں۔

عبدالحمید ارشد نے اس حوالے سے لکھا ہے،

"اردو غزل نے ہر دور کا ساتھ دیا ہے ظہور نظر اس زمانے میں غزل سرا ہوئے جب عوام کی دھڑکنوں کو اجاگر کرنا جرم تھا کیوں کہ آمریت کے دور میں دل کی بات کہنا

CC BY

اپنے اوپر ان کی اور ان کے ساتھیوں کی جرات پہ کہ اپنوں نے سب کچھ سہا لیکن

اپنے عقیدے کے ابلاغ سے نہ رکے۔"(۱)

ظہور نظر نے اردو غزل میں نت نئے تجربات کیے ہیں اور اپنے قاری کو نئی دنیا سے روشناس کرایا ہے۔ان کے ہاں غزل کا ایک نیا رنگ نظر آتا ہے۔ مسعود اعجاز بخاری رقم طراز ہیں،

"ظہور نظر بلا مبالغہ اردو کے بڑے شاعر ہیں جن کا کلام پڑھنے والوں کو نئے جہانوں

اور نئی جہتوں سے متعارف کراتا ہے" (۲)

ظہور نظر نے بھی معروضی حوالوں کے ساتھ بھٹو کی پھانسی اور مارشل لا کی گھٹن کو غزل کے دامن میں سمو دیا۔اس

حوالے سے ان کے چند

ذوالفقار علی بھٹو کو جب حراست میں لیا گیا تو وزیر اعظم ہاوس کے سامنے ہی جیل تھی جس میں بھٹو کو رکھا گیا اس

کیفیت کا اظہار انہوں نے کچھ اس انداز میں کیا

کیا ہے قید مجھے اس قفس میں ظالم نے

جہاں سے صاف مرا گھر دکھائی دیتا ہے(۳)

بقول کامران طارق

"انھوں نے جبر کے ہر موسم میں اپنے اظہار کے لیے ایک دنیا دریافت کی"(۴)

ڈر کی کیفیت میں خامشی توڑتے ہوئے جہاں ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں وہاں انصاف کرنے والوں سے شکوہ

بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے سورج کو رات کے اندھیروں میں دفن کر دیا ہے

امید اب نہیں صبحوں کی واگزاری کی

کہ مصنفوں نے بھی راتوں کی پاسداری کی

خبر ہے تیر خطا ہو گئے ہیں سب اس کے

پرند تاک میں بیٹھے ہیں اب شکاری کے(۵)

اصغر ندیم سید نے ان کی شاعری کے حوالے سے کہا،

CC BY

"بڑی شاعری کے پیچھے بڑی شخصیت کارفرما ہوتی ہے اس کا ثبوت ظہور نظر کی شاعری سے اس کی شخصیت سیدھی سپاٹ اور یک رخی نہیں، شاعری کے رموز کی طرح پیچیدہ باریک اور نازک تھی۔ ظہور نظر اور شاعری کی تاریخ میں چند ایسے شاعروں میں سے ہے جنھوں نے زندگی کو بھرپور تجربہ سمجھ کر گزارا۔"(۶)

آمریت کا موضوع جدید شاعروں کے ہاں ملتا ہے ریت اڑاتے لمحوں میں منزلیں اوجھل ہو جائیں تو فگار پاؤں راستوں پر منجمد ہو کر رہ جاتے ہیں مسلسل بے سمتی کا عہد مارشل لا میں چندھائی آنکھیں بے نور ہونے لگتی ہیں ایسے میں تخلیق کار اپنی زبانیں بند نہیں کرتے بلکہ اظہار کے لئے نئی علامتیں اختیار کر کے جمہور کی آواز بن جاتے ہیں۔ ظہور نظر کی غزل میں بھی استحصالی نظام کے خلاف احتجاج موجود ہے۔

میری گردن نہ جھکی تن سے جدا بھی نہ ہوئی
خوش خدا بھی نہ ہو خلق خدا بھی نہ ہوئی (۷)

بقول انیس ناگی،

"ظہور نظر ترقی پسند شاعر کی طرح کھلے الفاظ میں معاشرتی عدم انصاف اور ظالم حکمرانوں کے خلاف احتجاج کرتے ہیں لیکن انہیں احساس ہے کہ سرمایہ داری نظام سے نجات ممکن نہیں ہے اس احساس سے ان میں ایک طرح کی افسردگی ہے۔"(۸)

غزل بنیادی طور پر ملائم جذبوں اور کومل سوچوں کے اظہار کا نام ہے محبت غزل کا وہ استعارہ جسے ہر شاعر نے اپنے اپنے انداز میں موضوع سخن بنایا ہے۔ ظہور نظر محبتوں کا شاعر ہے اس کے ہاں ہجر و فراق، سراپا نگاری، منظر نگاری، اور مشاہدات کا ایک رنگا رنگ جہان آباد ہے جدید عہد میں ہونے والی شاعری میں وہ اپنے لئے اظہار کے نئے سلیقے تلاش کرتے نظر آتے ہیں ایسی ہی کیفیات ان اشعار میں جھلکتی ہے۔

بعد ایک مدت کے شہر کے مسافر کو
چاند کے نکلتے ہی مدرخوں نے آگھیرا
پھر نظر میں لہرائے شام ہجر کے سائے
چشم منتظر کو پھر آنسوؤں نے آگھیرا

CC BY

اس قدر دہشت فزا ہے ترے جانے کا خیال
ترے آنے کو کبھی اچھی خبر سمجھا نہ دل(۹)

غربت سے بر سر پیکار رہنے والے اور نا مصائد حالات سے مقابلہ کر کے تمکنت کے ساتھ رہنے والے انا کے ہاتھوں مجبور کبھی اپنی مجبوریوں کو چہرے پہ نہیں سجاتے بلکہ مردانہ وار حالات سے مقابلہ کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اپنی جھنجھلاہٹ غم والم کی چکی میں پسنے والے شاعر نے خودداری کو کبھی مجروح نہیں کیا۔

ان کی شاعری پر سعادت سعید نے لکھا ہے،

"ظہور نظر نے زندگی کو محض جذباری اور جبلی سطح پر ہی نہیں پہچانا، عقلی اور شعوری تناظر میں بھی دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری ایک واضع نقطہ نظر کی شاعری ہے ان کے نقطہ نظر میں سیاسیات، معاشیات ، عمرانیات، نفسیات، اخلاقیات اور ذاتیات کے معاملات کبھی جدا جدا، کبھی معانقاتی حالت میں اور کبھی کیفیت تحارب میں دکھائی دیتے ہیں ان کے شعری مجموعوں میں ہماری جدوجہد آزادی کی داستان بھی دستیاب ہے،"(۱۰)

سیاسی ابتری کو ظہور نظر بے سمتی کا دور کہتے ہیں اس دور ناسپا میں مزاہمت اور احتجاج کو شعروں میں ڈھالتے ہیں۔ ان شعروں میں ایک پورا عہد سانس لیتا محسوس ہوتا یہ ان کی فنی ریاضیت اور پختگی کی نماض ہے کہ ایک ایک لمحہ ان کے دکھوں کی ترجمانی کرتا نظر آتا ہے ان کی نہیں بلکہ جمہور کی آواز بن جاتا ہے۔

غالب نے کہا تھا مشکلیں اتنی پڑی کہ آسان ہو گئیں، درد کا دوا بن جانا عشق کی معراج رہا ہے۔ ظہور نظر بھی دکھوں کے حصار میں گھرے ہونے کے باوجود درد کو علاج سمجھتے ہیں اور اسی درد میں راحت محسوس کرتے ہیں۔

آسودگی کی خواہش بھی ان کے ہاں موجود ہے۔ آسودگی کی یہ تمنا ایک دریا پار کرنے کے بعد بھی ایک اور دریا سے روشناس کرانے کا سبب بنتی ہے اور یہ سمندروں کا سفر ختم ہونے میں ہی نہیں آتا، وہ مایوس ہو کر درِ دل پر دستک دیتے ہیں مگر فصیلیں دروازوں سے خالی نظر آتی ہیں۔ یوں لامتناہی سفر کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا،

شہر شب میں کونسا گھر تھا نہ دی جس پر صدا
نیند کے اندھے مسافر کو ملا کچھ بھی نہیں

OPEN ACCESS
CC BY

رات بھر اک چاپ سی پھرتی رہی چاروں طرف

جان لیوا خوف تھا لیکن ہوا کچھ بھی نہیں (۱۱)

غزل کے کینوس پر دکھوں کے رنگ زیادہ نمایاں نظر آتے کیونکہ شاعر ماضی کے لمحوں سے یادوں کو ذہنوں میں نقش کرتے ہیں پھر ہجر، دوری ، بے التفاتی، بے رخی، اور بے نیازی کو غزل کا اظہاریہ دیتے ہیں۔ ظہور نظر کے ہاں غزل میں ان دکھوں سے مسکراتے ہوئے سامنا کرنے کا آہنگ ملتا ہے بلکہ مایوسیوں میں راستوں پہ بشارتوں کے چراغ روشن کرتے ہیں آس کے جگنوؤں سے تنہائی اندھیروں میں روشنی کا احساس دلاتے ہیں وہ مستقبل کے امکانات کو شاعری میں جاوید کرتے ہیں یہ رجائی انداز انہیں ادب میں نمایاں کرتا ہے۔

عمل کی طرف راغب کر کے سورجوں کی سرزمین کی آگہی بھی دیتے ہیں

قتل گہہ کی چاردیواری سے خون رسنے لگا

شہر والو، اب تو اٹھو اب تو کچھ چارہ کرو(۱۲)

وطن کے دولخت ہونے کا نوحہ بھی موثر انداز میں بیان کرتے ہیں

کٹ چکا ہے نفرتوں کی تیغ سے آدھا وطن

اب تو اے قومیتو، یہ تیغ ناکارہ کرو(۱۳)

شہزاد احمد نے ظہور نظر کی غزل کے بارے میں کہا ہے،

”مجھے لگتا ہے کہ ظہور نظر کا مزاج بنیادی طور پر غزل کا ہے جیسے احمد ندیم قاسمی کا، احمد فراز کا مزاج بنیادی طور پر غزل کا ہے فیض کا مزاج بھی غزل کا ہے تاہم فیض کے ہاں نظم اور غزل میں کوئی خاص فرق نہیں جیسے اقبال کے ہاں بھی نہیں یہ الگ بحث ہے ظہور نظر کی نظم اور غزل کا انداز ایک دوسرے سے مختلف ہے“ (۱۴)

سیلاب کی تباہ کاریاں ہوں، دم توڑتی امیدیں ہوں، بچھڑنے کا لمحہ ہو، بے حسی کا زہر ہو، بدلتی رتوں سے گلہ ہو، ہجرت کی آگ ہو سب کچھ ان کی شاعری کا موضوع بنتا ہے اس حوالے سے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

جہاں مرا کھیت تھا وہاں ریت ڈالتا جا رہا ہے پانی

مرے لئے فرق کیا پڑے گا جو اب یہ دریا اتر بھی جائے

OPEN ACCESS

گھر اتھا ابر تو گرمی شدید کتنی تھی
پڑا نہ ایک بھی چھینٹا امید کتنی تھی
گلی گلی میں پھرے زلزلے کی صورت لوگ
گرا نہ ایک بھی ایواں شنید کتنی تھی
اک پل میں جو سو سو روپ بدلتا ہے
سارہ جیون اس کے ساتھ نبھائے کون
کتنے سادہ، کس قدر اچھے وہاں کے لوگ تھے
یہ پتہ مجھ کو تمھارے شہر میں جا کر لگا
کون سمجھے گا بے بسی میری
برف کے ہجر میں تپیدہ ہوں
بچھڑ کے تجھ سے ملا پھر مرا پتہ مجھ کو
تیرے فراق کی ساعت مفید کتنی تھی(۱۵)

شہرت بخاری نے ظہور نظر کی غزل کے بارے میں کہا تھا،

"ظہور نظر کا ریاض تو اس کی تنزل کی مشکل زینوں سے معلوم ہوتا ہے" (۱٦)

ظہور نظر کی غزلوں میں مشکل اور طویل بحروں میں فنی ریاضت اور پختگی کا ادراک ملتا ہے وہ چھوٹی بحروں میں بھی خوبصورت اور موثر ترین بات کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں بلکہ الفاظ کے تکرار سے موسیقیت اور غنائیت بھی پیدا کرنے کا فن جانتے ہیں، وہ ہندی لفظوں سے مصرعوں کو نغمگی کا حسن عطا کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان کا اسلوب سہل ممتنع کا لطیف مرقع ہے تو غلط نہ ہوگا۔ سادہ لب و لہجے میں وہ گہری سے گہری فکر اور بات کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ کچھ غزلیں غالب اور دیگر کلاسیکی شاعروں کے زینوں میں بھی ملتی ہیں لیکن ان تمام غزلوں میں رنگ ان کا اپنا ہے۔

ظہور نظر کی تراکیب، علامتیں، تشبیہات، استعارے اور لفظوں کا ایک وسیع نظام رکھتے ہیں۔ ان کے استعاروں میں خاص طور پر جنگل، برگ، شفق، تنہائی، صدا، شہر شب، شہر کا دروازہ، قتل گہہ، نفرتوں کی تیغ، خلق خدا، لشکر شب، فصیل قرات، بت سازی خلعت شہر، دیدہ خشک، گنبد بے در، صبحوں کی واگزاری، نہنگ، شام ہجر کے سائے، قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ

CC BY

محاکات نگاری میں بھی انہیں ملکہ حاصل ہے وہ لفظوں سے منظر کشید کرتے ہیں اور ان منظروں کو تحرک کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ الفاظ کی دولت کے باوجود ظہور نظر کی زندگی دردو کرب میں گزری۔انھوں نے خارجی دنیا کے اثرات کو بہت زیادہ قبول کیا۔بقول صہبا لکھنوی,

”ظہور نظر کی زندگی میں دکھ ہی دکھ تھے اس لیے وہ بھی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے“ (۱۷)

ظہور نظر نے شاعری کے ساتھ ساتھ نثر بھی لکھی، ریڈیو پاکستان سے ڈرامے پیش کئے۔ماہنامہ " ستلج" کے مدیر رہے۔اور اسی ادبی مجلہ کے اداریے بھی تحریر کئے۔ نعت ، سلام، گیت، پنجابی اور سرائیکی شاعری، منظوم تراجم، فلمی شاعری، تبصرے، تحریف نگاری، میں بھی فنی جوہر دکھائے۔یوں یہ آفتاب سخن اپنی کرنوں سمیت ادبی تاریخ میں ہمیشہ جاوداں رہے گا۔ آخر میں ان کا ایک ایسا شعر جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں (۱۸)

مُنو بھائی نے اپنے کالم میں ظہور نظر کے بارے میں کیا خوب کہا تھا کہ صحرائی علاقوں کی ایک خاص بات ہے کہ یہاں بارش کم ہوتی ہے اور جن علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے وہاں گہری جڑوں والے درخت اگتے ہیں جو زمین کے اندر سے زندگی کی نمی حاصل کرتے ہیں اُن کے تنے اور مظبوط شاخین تیز سے تیز آندھیوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ان کے سائے آکسیجن بھرے ہوتے ہیں اور ان کے پھل میٹھے ہوتے ہیں۔ ظہور نظر بھی آسمان کی چشم عنایت سے محروم صحرا میں اگنے والے ایک ایسے درخت ہی ہیں۔افق سے افق تک پھیلی ہوئی صحرائی سوچوں کے شاعر۔فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرنے والے بندہ صحرائی!

ظہور نظر اردو ادب کا وہ شاہکار ہیں جن کی ادبی تخلیقات متعدی لکھاریوں کے لیے سنگ میل ثابت ہو نگی۔وہ ادب کے بحر بے کراں میں ہمیشہ زندہ جاوید رہینگے۔ ظہور نظر کی غزل پر بات کرتے ہوئے عبدالحمید ارشد کا کہنا ہے،

”ظہور نظر ایک صاحب طرز شاعر ہیں جنھوں نے اپنی تخلیقات سے دام اردو کو ایسے گہرہائے آبدار دیے جنکی چمک مدتوں باقی رہے گی۔“(۱۹)

OPEN ACCESS
CC BY

حوالہ جات

۱۔عبدالحمید ارشد، مضمون جگت ماموں، نخلستان ادب مسائد سالہ نمبر، گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور، ص ۱۹

۲۔ مسعود اعجاز بخاری، دنیا میگزین، ظہور نظر، فن اور شخصیت، ۲۰ مارچ ۲۰۲۲

https://mag.dunya.com.pk/demo.php/kitaabon-ki-dunya/4213/2022-03-20

۳۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۳۷۳

۴۔ طارق کامران، دنیا میگزین، ظہور نظر ایک بہادر شاعر، ۱۲جون ۲۰۲۲

https://mag.dunya.com.pk/demo.php/duny-e-sukhan/4387/2022-06-12

۵۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۱۹۶

۶۔ ڈاکٹر تنویر خالق، ظہور نظر، بازیافت بحوالہ مضمون اصغر ندیم سید، جگت ماموں اور اس کی دنیا، ص ۴۲

۷۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۲۰۸

۸۔ ڈاکٹر تنویر خالق، ظہور نظر، بازیافت بحوالہ ظہور نظر کی شاعری کے دورخ، ڈاکٹر انیس ناگی، ص ۱۹

۹۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۱۷۸

۱۰۔ ڈاکٹر تنویر خالق، ظہور نظر، بازیافت بحوالہ مضمون ظہور نظر کی شاعری، ڈاکٹر سعادت سعید، ص ۹۲

۱۱۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۲۴۸

۱۲۔ ایضا، ص ۲۲۲

۱۳۔ ایضا، ص ۲۲۳

۱۴۔ شہزاد احمد انٹرویو لاہور کینٹ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۳

۱۵۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص ۲۱۹

۱۶۔ شہرت بخاری، کلیات ظہور نظر ماہ نو لاہور نومبر ۱۹۸۸ ص ۸۸

۱۷۔ عمران اقبال، بہاولپور میں اردو شاعری، صہبا لکھنوی، عاتکہ پرنٹرز ملتان، ص، ۱۱۵

CC BY

۱۸۔ ظہور نظر، کلیات ظہور نظر، ۱۹۸۷، قلم قبیلہ بہاولپو، بہاولپور، ص۲۴۸

۱۹۔ عمران اقبال، بہاولپور میں اردو شاعری، عبدالحمید ارشد، عاتکہ پرنٹرز ملتان، ص،۱۱۵

CC BY